مفتی محمد ابراہیم

نماز کے انتہائی اہم مسائل

جن کی طرف عوام تو کیا بعض اوقات خواص بھی توجہ نہیں دیتے۔!

وضو اور غسل:

(۱) وضو کے چار فرض ہیں۔ سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چہرے کو دھونا۔ ٹھوڑی اور حلق کے درمیان کا حصہ اس میں داخل نہیں۔ بعض کتابوں میں اسے بھی چہرے کا حصہ شمار کیا ہے جو صحیح نہیں۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ کم از کم چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان میں بال برابر جگہ بھی کہیں سے خشک رہ گئی مثلاً ناخن کے نیچے آٹا' یا بڑھے ہوئے ناخنوں کا نچلا خلا۔ تنگ انگوٹھی اور چھلے کنگن وغیرہ کا نچلا حصہ تو وضو نہ ہوگا۔ (عامتہ الکتب)

(۲) افشاں کا گوند' ناخن پالش اور عورتوں کے سنگھار میں استعمال ہونے والی وہ تمام اشیاء جن کی تہ جم جاتی ہے اور پانی ان پر اثر نہیں کرتا ایک تو ایسی اشیاء کا استعمال جائز نہیں کہ یہ شرعی فرائض کی ادائیگی میں مانع ہیں۔ دوسرے جب تک صاف کرکے ان کا اثر زائل نہ کردیا جائے تب تک نہ وضو ہوگا۔ نہ غسل۔ اگر خدانخواستہ اسی حالت میں موت آگئی تو جنازہ بھی جائز نہیں کہ جنازہ کے لئے بھی طہارت شرط ہے۔ (ردالمختار ص ۱۵۴ ج ۱ ص ۲۰۷ ج ۲ و عامتہ الکتب)۔

(۳) بعض کتابوں میں وضو کے دوران ہر عضو پر بسم اللہ' کلمہ شہادت اور درود شریف پڑھنے کو مستحب لکھا ہے۔ نیز ہر عضو پر پڑھنے کی الگ الگ دعائیں مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اس لئے انہیں شرعی معنی میں مسنون یا مستحب جاننا صحیح نہیں۔ ہاں یہ عقیدہ رکھے بغیر کوئی شخص یہ چیزیں پڑھتا رہے۔ بلکہ کوئی سا ذکر کرتا رہے تو مضائقہ نہیں۔ صحیح احادیث سے صرف یہ چیزیں ثابت ہیں۔ شروع میں بسم اللہ پڑھنا (ابو داؤد' ترمذی) درمیان میں **اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی** پڑھنا (نسائی' ابن السنی) وضو سے فارغ ہوکر شہادتین پڑھنا (مسلم' ابو داؤد) نیز اس موقع پر یہ دعائیں بھی ثابت ہیں۔ **اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین** (ترمذی) **سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت**

استغفرک واتوب الیک (نسائی، مستدرک حاکم) سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک (معجم اوسط الطبرانی) شہادتین پڑھتے ہوئے نظر آسمان پر رکھنا بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ اور اس کے ساتھ انگلی اٹھانا تو بے اصل اور فضول ہے۔ وضو کے بعد سورۃ القدر پڑھنا بھی کسی مستند دلیل سے ثابت نہیں۔ (۱)

(۴) بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ دکھتی آنکھ اور دکھتے کان سے بہنے والا پانی اور زکام میں ناک سے بہنے والی رطوبت ناقض وضو ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ ان چیزوں سے وضو نہیں جاتا (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۱ ج ۲۔ وامداد الاحکام ص ۲۵۹ ج ۱)

(۵) انجکشن سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر رگ میں انجکشن لگانے سے پہلے عموماً پچکاری میں خون نکالا جاتا ہے پھر دوا کے ساتھ وہ خون دوبارہ جسم میں چلا جاتا ہے پچکاری میں خون آتے ہی وضو ٹوٹ جاتا ہی اسی طرح جلدی انجکشن لگوانے کے بعد کبھی خون نکل آتا ہے۔ اگر یہ خون بہنے کی مقدار میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۳ ج ۲)

(۶) اگر کسی کو زخم سے پیپ یا خون رس رس کر کپڑے پر لگ رہا ہے اس لئے بہتا نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ایک مجلس میں وہ اتنا رس جائے جو کپڑے کے جذب نہ کرنے کی صورت میں بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور کپڑا بھی ناپاک ہو جائے گا۔ اس سے کم ہو تو نہ وضو جائے گا نہ کپڑا ناپاک ہوگا۔ (البحر الرائق ص ۳۳ ج ۱۔ رد المختار ص ۱۳۵ ج ۱)

(۷) دانتوں میں استعمال ہونے والا برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تو اس کا استعمال قطعاً حرام ہے بلا ضرورت سنت مسواک کے قائم مقام نہ ہوگا کیونکہ سنت مسواک کی لکڑی ہی سے ثابت ہے بلا ضرورت اس کی عادت ڈالنا خلاف سنت ہے اور دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ اصل شعائر اہل اسلام کا نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۲۷۳)

(۸) کسی کی ڈاڑھی مونچھ اور بھویں اس قدر گھنی ہیں کہ نیچے کی کھال نظر نہیں آتی تو نیچے کی کھال کا دھونا ضروری نہیں بلکہ یہ بال ہی کھال کے قائم مقام ہیں صرف ان بالوں کا اوپر اوپر سے دھونا ضروری ہے جو حد چہرہ میں ہیں۔ اور نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا دھونا ضروری نہیں بہتر ہے۔ یہ بھی سنت ہے کہ ایک دو چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کو تر کرلیا جائے، یہ تفصیل وضو میں تھی۔ غسل میں ایک ایک بال کو جڑ سمیت دھونا فرض ہے اور عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو غسل میں ان کو دھونا فرض ہے۔ گندھے ہوئے ہوں تو انہیں کھولنا ضروری نہیں صرف جڑوں کو

(۱) واحادیث الذکر علی اعضاء الوضوء کلھا باطل لیس فیھا شئی یصح (المنار المنیف ص ۱۲۰) واما الحدیث الموضوع فی الذکر علی کل عضو فباطل۔ ایضا (ص ۱۲۲) وما جاء فی بعض کتب الحدیث ثم رفع نظرہ الی السماء فھذہ الزیادۃ منکرۃ لانہ تفرد بھا ابن عم ابی عقیل وھو مجھول وکذا قراءۃ سورۃ انا انزلناہ عقب الوضوء لا اصل لہ۔ (المقاصد الحسنۃ للسخاوی رحمہ اللہ تعالی ص ۴۲۴)

تر کرنا فرض ہے۔ ہاں کھولے بغیر جڑوں کو تر کرنا ممکن نہ ہو تو کھول کر پورے بالوں کو دھونا فرض ہوگا (عامتہ الکتب)

(۹) قرآن مجید کے خالی صفحہ بلکہ جلد کو بھی بلا وضو چھونا جائز نہیں ہے مگر کاغذ کے جس حصہ پر قرآن مجید لکھا ہو اسے چھونا جائز نہیں۔ صرف ترجمہ لکھا ہوا ہو تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو اصل قرآن مجید کا۔ اخبارات ورسائل میں بھی جہاں قرآنی آیات یا ان کا ترجمہ لکھا ہو وہاں بے وضو ہاتھ رکھنا جائز نہیں۔ کتب حدیث وفقہ کو بے وضو چھونا جائز ہے تاہم ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام دینی کتابوں کو باوضو چھوا جائے (غنیتہ المستملی ص ۵۷ رد المختار ص ۱۷۶ ج ۱) تلاوت بھری کیسٹ کو چھونا ہر آدمی کے لئے جائز ہے۔

(۱۰) آدمی معذور کب بنتا ہے؟ کب تک رہتا ہے؟ اور معذور کے احکام کیا ہیں؟ ان تینوں باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

کوئی آدمی معذور اس وقت قرار پاتا ہے جب کسی ایک فرض نماز کے پورے وقت میں اتنا سا وقفہ بھی اسے نہ ملے کہ فوری وضو کر کے جس میں فقط چار فرض پورے کئے جائیں صرف فرض نماز ادا کرسکے وہ بھی اس کیفیت سے کہ نماز کے سنن ومستحبات ترک کر کے صرف فرائض وواجبات پر اکتفا کرے۔ جب عذر اس کثرت سے لاحق ہو تو یہ شخص معذور ہے۔

اب یہ شخص اس وقت تک معذور رہے گا جب تک کہ نماز کے پورے وقت میں ایک بار بھی پیش آجاتا رہے۔ ہاں! اگر کسی نماز کا پورا وقت عذر سے کلیتاً خالی نکل گیا تو اب یہ شخص بھی معذورین کی فہرست سے نکل گیا۔

معذور آدمی کو ہر فرض نماز کے وقت ایک بار وضو کرنا ضروری ہے۔ اب وقت کے اندر اندر یہ عذر خواہ کتنی ہی بار پیش آجائے وضو نہیں ٹوٹے گا (ہاں کوئی اور سبب پایا گیا تو ٹوٹ جائے گا) اس وضو سے پورے وقت کے اندر جتنی نمازیں چاہے فرض واجب سنن ادا کرسکتا ہے۔ وقت نکلتے ہی یہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ اب دوسری نماز کے لئے نیا وضو کرے۔

معذور کے کپڑے کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ کپڑا دھونے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دوبارہ ناپاک نہیں ہوگا تو اسے دھونا ضروری ہے۔ اور سلام تک ناپاک ہوجانے کا اندیشہ ہو تو دھونا ضروری نہیں۔ (ھدیہ ص ۶۷ ج ۱۔ رد المختار ص ۳۰۵ ج ا وعامتہ الکتب)

(۱۱) اگر کسی نے ایسی عبادت کے لئے تیمم کیا جو مقصود بالذات ہے اور طہارت بھی اس کے لئے شرط ہے تو ایسے تیمم سے نماز ادا کرنا درست ہے۔ ورنہ نہیں۔ پس اگر کسی بے وضو آدمی نے زبانی تلاوت کے لئے تیمم کیا یا قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کے لئے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں طہارت شرط نہیں اور دوسری صورت میں عبادت عبادت مقصودہ نہیں۔ اور جنبی نے تلاوت کے لئے تیمم کیا تو اس سے نماز ادا کرسکتا ہے۔ اسی طرح کوئی

شخص کسی مخصوص عبادت کی نیت کے بغیر فقط طہارت کاملہ کی نیت سے تیمم کرے تب بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ (الفتاوی الخیریہ ص ۵ ج ۱۔ رد المختار ص ۲۴۵ ج ۱)

(۱۲) ان باتوں سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اپنا یا کسی اور شخص کا ستر دیکھ لینا یا ہاتھ لگانا۔ گو کہ بلا اضطرار و مجبوری کسی کا ستر دیکھنا چھونا یا اپنا ستر دکھانا سخت گناہ ہے۔ عورت کا بچے کو دودھ پلانا۔ (ہاں نماز ٹوٹ جائے گی بشرطیکہ بچے کے منہ میں دودھ اتر آئے) قے کرنا جو منہ بھر کر نہ ہو۔ ٹیک لگا کر سونا' بشرطیکہ گرنے نہ پائے۔ یا گرے تو فوری بیدار ہو جائے۔ قیام رکوع یا سجدے میں سونا۔ جبکہ سجدہ مسنون ہیئت سے ہو۔ ایسی حالت میں سونا کہ مقعد پوری طرح زمین پر ٹکی رہے مثلاً گھٹنے کھڑے کر کے ہاتھوں سے پکڑ لے یا کپڑے سے باندھ دے۔ یا چار زانو بیٹھ کر آلتی پالتی مار کر سو گیا اگر دوزانو بیٹھ کر یا چار زانو بیٹھ کر ران پر ٹیک لگائی اور سو گیا تو اس حالت میں اگر مقعد پوری طرح زمین پر قائم نہ رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ (رد المختار ص ۱۳۴ ج او غیرہ)

(۱۳) غسل میں یہ تین باتیں فرض ہیں۔ کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' پورے بدن پر پانی بہانا۔ اس طور سے کہ کہیں بال برابر جگہ سوکھی نہ رہے۔ باقی غسل میں نیت شرط نہیں۔ ہاں بہتر ہے۔ غرغرہ بھی فرض نہیں صرف منہ بھر کر کلی کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اس میں بہت غلو کرتے ہیں اور خاص مقدار میں پانی اس پر ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ناک کی ہڈی میں پانی پہنچانا ضروری نہیں صرف نرم حصے میں کہ جہاں سے ہڈی شروع ہوتی ہے پانی پہنچانا فرض ہے جو معمولی اہتمام سے باسانی پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح غسل سے پہلے یا بعد میں کچھ پڑھنا بھی ضروری نہیں۔ (عامتہ الکتب)

(۱۴) نماز روزہ کی پابند اور دیندار خواتین میں بھی ایک کوتاہی عام طور پائی جاتی ہے وہ یہ کہ ایام سے پاک ہونے کے بعد کئی وقت غسل کے انتظار میں ٹالتی رہتی ہیں حالانکہ کسی نماز کے بالکل آخری وقت میں آ کر پاک ہوئیں تب بھی اس وقت کی نماز ذمہ میں فرض ہو جاتی ہے ان مسائل کی تفصیل بہشتی زیور حصہ دوم میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱۵) حالت جنابت میں یہ کام جائز ہیں: سلام کرنا' سلام کا جواب دینا' عورت کا بچے کو دودھ پلانا' کھانا پکانا' ہاتھ دھو کر کلی کر کے کھانا پینا۔ بغیر ہاتھ دھوئے کلی کئے بھی کھانا پینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ ہاں پانی پینے کی صورت میں صرف پہلا گھونٹ مکروہ ہو گا۔ تلاوت قرآن کے سوا ہر قسم کے اذکار اور دعائیں پڑھنا۔ ایسی قرآنی آیات بقصد دعاء پڑھنا جن میں دعاء کا مضمون ہو جیسے سورہ فاتحہ آیہ الکرسی۔ ربنا آتنا فی الدنیا اور دیگر تمام قرآنی دعائیں باقی تلاوت جائز نہیں خواہ ایک آیت یا اس کا ٹکڑا ہی ہو۔ ہاں! مفرد کلمات ایک ایک کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ بے وضو یا جنبی کے لئے قرآن مجید لکھنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ کاغذ کو ہاتھ نہ لگے۔ مگر اس سے بھی احتراز بہتر ہے۔ لکون المسئلہ مختلفا فیھا (عامتہ الکتب)

(۱۶) غسل خانہ میں بالعموم صفائی نہیں ہوتی اس لئے بیت الخلاء کی طرح غسل خانہ میں بھی داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے۔ غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ مگر غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھے اور فارغ ہونے کے بعد غسل خانہ سے باہر نکل کر وضو کے بعد والی دعاء پڑھے۔ اگر غسل خانہ نہایت صاف ستھرا ہو اور اس کے اندر بیت الخلاء نہ ہو تو اس میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت جو پاؤں چاہے پہلے رکھے اور بسم اللہ بھی غسل خانہ کے اندر کپڑے اتارنے سے پہلے پڑھے۔ اگر کوئی لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کر رہا ہو تو کپڑے اتارنے کے بعد بسم اللہ پڑھے (احسن الفتاوی ص ۳۷ ج ۲ بحوالہ رد المختار)

طہارت و نجاست:

(۱۷) دھوبی کو جو کپڑے ناپاک دیئے تھے وہ دھلنے کے بعد بھی ناپاک ہی تصور کئے جائیں گے۔ ان میں نماز صحیح نہ ہوگی اور ہاں: دھوبی کے متعلق یقین ہو کہ اس نے کپڑے چلتے پانی میں یا اتنے بڑے حوض میں دھوئے جس کا کل رقبہ ۱۰۰ ہاتھ یا اس سے زائد ہے تو ناپاک کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

(۱۸) کسی شخص نے کپڑے پر نجاست دیکھی مگر یہ معلوم نہیں کہ کب سے لگی ہے؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نجاست منی ہے تو جس وقت نیند سے بیدار ہوا اس وقت سے کپڑے کو ناپاک سمجھا جائے گا۔ اور پیشاب یا پاخانہ ہے تو جس وقت سے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہوا اس وقت سے ناپاک تصور کیا جائے گا۔ کوئی اور نجاست ہے تو دیکھنے کے وقت سے ناپاکی کا حکم لگے گا۔ (رد المختار ص ۲۱۹ ج ا وغیرہ)

(۱۹) اگر پیشاب مخرج سے تجاوز کر گیا اور زائد کی مقدار درھم (تقریباً چاندی کے روپے) سے زائد نہیں تو بغیر دھوئے صرف ڈھیلا استعمال کرنے سے نماز ہو جائے گی اور پاخانہ کا حکم یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد اگر مخرج سے تجاوز کرنے والی نجاست ایک مثقال (۵ ماشہ) یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی۔

(۲۰) اگر بارش میں کپڑا ڈال دیا گیا یا نہر یا بڑے حوض میں ڈال دیا گیا تب بھی تین بار ڈبونا شرط نہیں صرف اتنا کافی ہے کہ نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہو جائے۔

(۲۵) دستی نل (ہینڈ پمپ) میں اگر نجاست گر جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست پڑتے وقت جتنا پانی اس کے اندر ہے وہ نکالنے کے بعد مزید اتنی مقدار میں پانی نکال دیا جائے جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو اس مقدار کا اندازہ کرنے کے لئے غالب گمان کافی ہے۔ ایک دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ نل کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر جائے اور اوپر سے پانی بہنے لگے۔ پانی جاری ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے گا (رد المختار ص ۱۹۶ ج ۱)

اوقات:

(۲۶) اوقات کراہت کی تفصیل یہ ہے۔ عین طلوع آفتاب۔ غروب آفتاب۔ اور دوپہر کے وقت

جبکہ آفتاب ٹھیک سر پر ہو ہر قسم کی نماز خواہ وہ فرض ہو یا نفل ۔ مکروہ تحریمی ہے ۔ اگر اپنی اوقات میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ تلاوت جائز مگر مکروہ تنزیہی ہے ۔ اس لئے سجدہ کو موخر کرنا افضل ہے ۔ اور جنازہ اگر پہلے سے تیار تھا تو ان اوقات میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ۔ ہاں: اسی وقت تیار ہوا تو بلا کراہت جائز ہے ۔ نماز عصر نماز عصر' نماز فجر اور صبح صادق کے بعد نفل نماز مکروہ ہے ۔ قضاء نمازیں جنازہ اور سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں حرج نہیں ۔ البتہ ان تینوں اوقات میں قضاء نمازیں گھر میں پڑھنی چاہئیں ۔ مسجد میں پڑھنا لوگوں کے سامنے اپنے گناہ کا اظہار ہے ۔ جب امام خطبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو کسی قسم کی نماز شروع کرنا جائز نہیں ۔ ہر خطبہ کا سننا واجب ہے خواہ خطبہ جمعہ ہو یا خطبہ عیدین ۔ خطبہ حج ہو یا خطبہ نکاح وغیرہ تو فجر کی سنت ادا کرلے ۔ نماز عید سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے ۔ اور عید ہوچکنے کے بعد گھر میں نوافل جائز ہیں عید گاہ میں مکروہ ۔ (عامتہ الکتب)

(۲۷) طلوع کے بعد جب آفتاب میں اتنی تیزی آجائے کہ اس پر نظر جمانا مشکل ہو تو اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو نصف النہار تک رہتا ہے مگر شروع دن میں پڑھنا افضل ہے ۔ چاشت کا وقت اشراق پڑھتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور نصف النہار تک رہتا ہے مگر اس کا افضل وقت دن کا ایک چوتھائی حصہ گذرنے کے بعد ہے ۔ تہجد کا وقت نماز عشاء کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے ۔ مگر افضل وقت نیند سے اٹھ کر ہے ۔ ہاں! جسے اندیشہ ہو کہ آنکھ نہ کھلے گی تو وتروں سے پہلے دو رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ کر سوجائے ۔ اور اٹھنے کی نیت بھی کرلے اگر آنکھ نہ کھلی تو تہجد کا ثواب مل جائے گا **کما جاء فی الحدیث** (عامتہ الکتب)

(۲۸) نمازیوں کے اجتماع کے بعد کسی فرد کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا جائز نہیں ۔ البتہ کوئی ہے تو نماز ہوجائے گی اگرچہ پھیلاؤ میں یہ درہم سے زائد ہو اسے نہ دھونا مکروہ تنزیہی ہے اور درہم سے زائد نجاست کی صورت میں (خواہ پیشاب میں ہو خواہ پاخانہ میں) پانی سے استنجا فرض ہے ۔ اگر استنجے کی حاجت ہے مگر پردہ کی جگہ موجود نہیں تو ستر کھول کر پانی سے استنجا جائز نہیں بلکہ ڈھیلے پر اکتفا کرے (فتاوی عالمگیری ص ۴۸ ج ۱ ۔ رد المختار ص ۳۱۶ ج ۱ ۔ ص ۳۳۸ ج ۱ ۔ وعامتہ الکتب)

(۲۰) دودھ پیتے بچے بچی کا پیشاب بھی بڑے آدمی کے پیشاب کی مانند نجاست غلیظہ ہے جسے دھوئے بغیر نماز جائز نہیں ۔ (رد المختار ص ۳۱۸ ج ۱) عورتیں عموماً اس مسئلہ میں کوتاہی کرتی ہیں ۔ اسی طرح ان کے دودھ ڈالنے کا بھی وہی حکم ہے جو عام آدمی کی قے کا یعنی منہ بھر کر دودھ ڈالیں تو نجس ہے اور ایک مجلس میں بار بار ڈالیں جس کا مجموعہ منہ بھر کی مقدار کو پہنچ جائے تب بھی مجموعہ نجس ہے جسے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی (غنیتہ المستملی ص ۱۲۷ رد المختار ص ۳۱۸ ج ۱)

(۲۱) فضا میں اڑنے والے حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے اور حرام پرندوں کی نجاست خفیفہ ۔ اور حلال پرندے جو اڑتے نہیں جیسے مرغی' بطخ' مور چکور وغیرہ ان کی بیٹ نجاست غلیظہ ہے ۔ (رد المختار ص ۳۲۰ ج ۱)

(۲۲) آجکل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور کشمش یا کھجور کا استعمال نہیں ہوتا (اور انہی چیزوں کی خالص شراب تیار ہوتی ہے) لہٰذا جن اشیاء میں ان کی آمیزش ہو ان کا استعمال جائز ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احسن الفتاوی ص ۹۵ ج ۲۔

(۲۳) وضو غسل یا بہ نیت تقرب وثواب استعمال ہونے والا پانی نیز برتن یا چھوٹے حوض کا پانی جس میں جنبی یا بالغ بے وضو آدمی ہاتھ ڈال دے مستعمل پانی کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ ان پر ظاہری نجاست نہ ہو ورنہ پانی نجس ہوجائے گا۔ مستعمل پانی پاک ہے مگر بلا ضرورت اس کا پینا یا کھانے پینے کی اشیاء مین استعمال مکروہ تنزیہی ہے۔ وضو اور غسل میں اس کا استعمال درست نہیں۔ ہاں! جسم یا کپڑے وغیرہ پر جو ظاہری نجاست لگی ہو وہ اس سے پاک ہوجائے گی۔ (رد المختار ص ۱۹۸ ج ا وغیرہ) مگر بلا ضرورت ازالہ نجاست کے لئے بھی اس کا استعمال بہتر نہیں۔ لکون المسئلہ مختلفا فیھا بین الائمہ

۔

(۲۴) مسائل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ناپاک کپڑے کو تین بار دھونا اور ہر بار پوری قوت سے نچوڑنا ضروری ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ برتن میں پانی ڈال کر بار بار کپڑے کو اس میں بھگویا جائے۔ اگر ٹونٹی کھول کر ناپاک کپڑے پر پانی بہایا جائے تو اس صورت میں تین بار پانی ڈالنے یا نچوڑنے کی شرط نہیں۔ صرف اتنا پانی بہادینا کافی ہے جتنا تین بار برتن میں پانی بھر کر دھونے میں خرچ شخص شریر ہو اور اس سے خطرہ ہو تو اس کے شر سے بچنے کے لئے تاخیر کی جاسکتی ہے (احسن الفتاوی ص ۳۰۵ ج ۳)

آجکل کے حالات کے پیش نظر گھڑی سے وقت کی تعیین اور امام کے لئے وقت معین کی پابندی ضروری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں لوگوں کے اجتماع کو ملحوظ رکھا جاتا تھا اب چونکہ گھڑی کے معین وقت پر ہی نمازی جمع ہوتے ہیں لہٰذا یہ امر بھی اس کو مقتضی ہے کہ معین وقت سے تاخیر نہ کی جائے۔ علاوہ ازیں قرون اولی کے ائمہ تنخواہ نہیں لیتے تھے اور اس زمانہ کا امام تنخواہ دار ملازم ہے اس لئے بھی اس پر متعین وقت کی پابندی لازم ہے۔ البتہ نمازیوں پر امور ذیل کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) اگر کبھی بتقاضائے بشریت امام کو چار پانچ منٹ تاخیر ہوجائے تو بے صبری اور چیخ وپکار کی بجائے صبر وتحمل سے کام لیں اور اس تاخیر کو کسی عذر پر محمول کرکے امام پر زبان درازی اور طعن سے احتراز کریں۔

(۲) اگر امام ہمیشہ تاخیر سے آنے کا عادی ہو تو اسے ملاطفت سے سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

(۳) اگر تفہیم کے باوجود امام کی روش نہیں بدلتی تو منتظمہ اسے معزول کرسکتی ہے مگر اس صورت میں بھی امام سے متعلق بدزبانی اور اس کی غیبت ہرگز جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۳۰۱ ج ۳)

اذان واقامت

(۲۹) ناسمجھ بچے کی اذان یا اقامت صحیح نہیں۔ سمجھدار بچے کی بلا کراہت جائز ہے۔ فتاوی عالمگیریہ ص ۵۴ ج ۱ وعامتہ الکتب)

(۳۰) اگر کلمات اذان یا اقامت میں تقدیم و تاخیر ہوجائے تو مقدم کلمات دوبارہ کہے جائیں مثلاً **اشهد ان محمدا رسول الله** کے بعد غلطی سے **حی علی الفلاح** کہہ دیا تو **حی علی الصلوۃ** کے بعد **حی علی الفلاح** دوبارہ کہے۔ اور پوری اذان دوبارہ کہے تو افضل ہے۔ (رد المختار ص ۳۸۹ ج ۱ مع التحریر المختار)

اگر کوئی کلمہ چھوٹ گیا اور اذان یا اقامت کہتے ہی فوراً یاد آگیا تو جہاں سے کلمہ چھوٹا تھا وہاں سے لوٹائے اور کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو پوری اذان واقامت کو لوٹائے **کذا فی احسن الفتاوی** ص ۲۸۵ ج ۲) فوری یاد آنے کی صورت میں بھی لوٹالینا افضل ہے **کما مر فی المسئلہ الاولی**۔ اور جو اذان قبل از وقت دی گئی۔ وقت کے اندر اس کا اعادہ ضروری ہی۔ بلکہ اذان کا ایک کلمہ بھی وقت سے پہلے کہہ دیا تو پوری اذان واجب الاعادہ ہے۔ (ہدایہ ص ۹۱ ج ۱ رد المختار ص ۳۸۵ ج ۱)

(۳۱) کلمات اذان واقامت کا زبانی جواب دینا مستحب ہے) بلکہ بعض علماء کے نزدیک کلمات اذان کا جواب واجب ہے اس لئے اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے اگر کوئی شخص اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا ہو تب بھی جواب دینا مستحب ہے۔ بلکہ تلاوت وذکر میں مشغول ہو تو بہتر ہے کہ تلاوت وذکر روک کر اذان کا جواب دے۔ اور اذان پوری توجہ ویکسوئی سے سنی چاہئے اس دوران سلام کرنا بھی مناسب نہیں۔ کسی نے سلام کرلیا تو جواب دینا ضروری نہیں۔ اور یہ حکم مرد وعورت باوضو' بے وضو بلکہ جنبی سب کے لئے یکساں ہے۔ البتہ عورت کے لئے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ایام سے پاک ہو۔ اگر کلمات اذان کا جواب کوئی شخص موذن کے ساتھ ساتھ نہ دے سکا تو اذان ختم ہونے پر دیدے۔ بشرطیکہ زیادہ وقفہ نہ ہوگیا ہو۔ (رد المختار ص ۳۹۶ ج ۱ وغیرہ) اگر متعدد اذانیں سنائی دیں تو بہتر تو یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔ اس میں دشواری محسوس ہو تو صرف پہلی اذان کا جواب دے خواہ وہ محلّہ کی ہو یا کسی دوسری مسجد کی (فتح القدیر ص ۴۷ا ج ۱)

(۳۲) **الصلوۃ خیر من النوم** کے جواب میں **صدقت وبررت وبالحق نطقت** کے کلمات کہے جاتے ہیں اس کا کسی حدیث سے ثبوت نہیں ملتا اس لئے جواب میں بھی **الصلوۃ خیر من النوم** ہی کہنا چاہئے جیسے حدیث میں حکم ہے: **قولوا مثل ما یقول (التحریر المختار للرافعی رحمہ اللہ تعالیٰ** ص ۴۷ ج ۱)

(۳۳) موذن غائب ہو تو دوسرا آدمی بلا کراہت اقامت کہہ سکتا ہے۔ ہاں موذن کی موجودگی میں بلا اجازت اقامت کہنا بہتر نہیں جبکہ اسے ناگوار ہو (رد المختار ص ۳۹۵ ج ۱ وغیرہ)

(۳۴) دوران اقامت کئی لوگ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اس کو ثواب اور ادب سمجھنا تو

بدعت ہے۔ ثواب نہ سمجھا جائے تب بھی حدود شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے مکروہ اور واجب الاحتراز ہے (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۹۷ ج ۲)

(۳۵) ازان واقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں۔ مسجد سے باہر جس طرف بھی اذان کہی جائے درست ہے خواہ دائیں طرف ہو خواہ بائیں طرف۔ اسی طرح اقامت جس صف میں جس طرف کھڑے ہوکر کہی جائے درست ہے۔ عام طور پر موذن کے لئے امام کے پیچھے جگہ خاص کی جاتی ہے۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔ بلکہ مسجد میں کسی کے لئے بھی جگہ متعین کرنا جائز نہیں۔ موذن اگر امام سے قریب رہنا چاہتا ہے تو دوسرے نمازیوں سے پہلے آجائے ورنہ جہاں بھی جگہ ملے وہیں اقامت کہہ دے۔ کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۸۲ ج ۲ ص ۲۹۵ ج ۳)

(۳۶) ازان اور اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر کلمہ کو ساکن پڑھا جائی۔ اذان میں ہر کلمہ پر وقف کرے اور اقامت میں دو کلمات کے بعد مگر پہلے کلمہ کو بھی بہ نیت وقف ساکن پڑھے۔ اور قد قامت الصلوۃ میں دونوں جگہ وقف کرے۔ ازان اور اقامت میں دو تکبیروں کو ایک کلمہ شمار کیا جاتا ہے۔ مفتوح کرکے دوسری تکبیر کے ساتھ ملایا جائے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۶ ج ۲)

مسجد:

(۳۷) درج ذیل کاموں کی مسجد میں گنجائش نہیں۔ بعض کام ان میں سے مکروہ ہیں اور بعض حرام۔ ماچس جلانا، مٹی کا تیل جلانا، بدبودار لباس پہن کر آنا، سگریٹ، بیڑی، نسوار یا اور کوئی بدبودار چیز لانا۔ یا ایسی چیز استعمال کرنے کے بعد منہ صاف کئے بغیر مسجد میں آنا۔ فضول گفتگو کرنا۔ سوال کرنا۔ سائل کو دینا۔ کھانا، پینا۔ لیٹنا۔ خرید و فروخت کرنا۔ ریح خارج کرنا۔ اخبار بینی۔ گمشدہ چیز کا اعلان کرنا (جنازہ کا اعلان جائز ہے۔ نیز جو چیز مسجد میں گم ہو اس کا اعلان مسجد میں جائز ہے۔ ناسمجھ بچوں کو لانا۔ مسجد کی وقف شدہ زمین میں بیت الخلاء استنجاء خانے یا غسل خانے بنانا۔ یا یہ چیزیں مسجد کے قریب بنانا کہ بدبو مسجد تک پہنچے آجکل اس مسئلہ میں سخت کوتاہی ہورہی ہے۔ گملے رکھنا یا درخت لگانا۔ الا یہ کہ درخت مسجد کی کسی مصلحت سے لگایا جائے مثلاً زمین مرطوب ہو اور اس کی رطوبت ونمی ختم کرنے کے لئے درخت لگایا جائے۔ مسجد کا پانی بجلی یا اس کی دیگر اشیاء چٹائی دری لوٹا وغیرہ ذاتی استعمال میں لانا۔ تھوکنا، وضو کرنا، یا صرف کلی کرنا۔ مسجد میں کپڑے سکھانا۔ مسجد کو گذرگاہ بنانا۔ کسی شخص کا مسجد میں اپنے لئے جگہ مخصوص کرلینا۔ الا یہ کہ پہلے آکر بیٹھ جائے۔ مسجد کی زمین پر تیمم کرنا ہاں اگر کوئی مسجد میں لیٹا ہو اور اسے احتلام ہوجائے تو جلد تیمم کرکے نکل جائے۔ حالت جنابت میں مسجد داخل ہونا۔ الا یہ کہ اور راستہ نہ ہو اور مجبوری سے گذرنا پڑے۔ جوتے ضرورت سے مسجد میں رکھنا جائز ہیں مگر رکھنے سے پہلے دیکھ لینا ضروری ہے کہ ان پر نجاست نہ ہو۔ نیز معتکف آدمی کے لئے مسجد میں کھانا، پینا، لیٹنا، ٹہلنا، زبانی بیع وشراء اور بعض علماء کے

نزدیک ریح کا اخراج جائز ہے۔ اسی طرح کوئی مسافر پردیسی یا مجبور شخص مسجد میں سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت سے سو سکتا ہے۔ مگر اس شرط سے کہ مسجد کی صفائی اور اداب کو ملحوظ رکھے نیز منتظمہ کی طرف سے ممانعت ہو تو ان سے اجازت حاصل کرے۔ مسجد میں جنازہ پڑھنا خواہ جنازہ اور نمازی مسجد میں ہوں یا جنازہ باہر اور نمازی (سب کے سب یا بعض مسجد میں ہوں ہاں باہر کوئی جگہ نہ ہو تو اسی مجبوری میں مسجد میں جنازہ جائز ہے اس مسئلہ کی تفصیل احسن الفتاوی ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ج ۴ میں ہے) (**غنیتہ المستملی ۵۶۶ ۔ المتانتہ فی المرمتہ عن الخزانتہ ص ۱۲۹ ۔ امداد الفتاوی ص ۵۴۶ ج ۲ وعلمتہ الفتاوی**)

(۳۸) مسجد کی دیواروں پر قرآنی آیات لکھنا مکروہ ہے۔ نقش ونگار پھول بوٹے محراب اور سامنے قبلہ کی دیوار پر بنانا مکروہ ہے۔ بعض علماء نے دائیں بائیں کی دیواروں کا بھی یہی حکم تحریر کیا ہے۔ اگر پیچھے کی دیوار پر یا چھت پر یا سامنے اتنے اوپر بنائے جائیں کہ نمازی کی نظران پر نہ پڑے تو بلا کراہت جائز ہے۔ نیز اس میں زیادہ تکلف کرنا اور باریک باریک بنانا بھی مکروہ ہے۔ بالخصوص اس قسم کے شیشے لگانے میں زیادہ کراہت ہے جن میں نمازی کا عکس نظر آتا ہو۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ ذاتی پیسہ سے یہ کام کرایا جائے اور پیسہ شائبہ حرام سے پاک خالص حلال کا ہو۔ وقف کا مال اس قسم کے زیبائشی کاموں میں صرف کرنا ناجائز ہے۔ اگر متولی نے مسجد کا پیسہ اس کام پر صرف کیا تو وہ ضامن ٹھہرے گا اور یہ روپیہ اسے اپنی جیب سے ادا کرنا ہوگا۔ اس حد تک بھی یہ کام جائز ہے مسنون یا مستحب نہیں۔ نقش ونگار بنانے کے بجائے یہ پیسہ مساکین پر تقسیم کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (**غنیتہ المستملی ص ۵۷۱ المتانتہ ص ۱۲۹ وغیرھما**)

(۳۹) کئی لوگ پانی کی ٹونٹی کھول کر اطمینان سے مسواک میں لگ جاتے ہیں یا باتیں شروع کردیتے ہیں۔ پانی کا یہ اسراف جائز نہیں۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ چلتی نہر پر بیٹھ کر کوئی وضو کرے تب بھی پانی کا اسراف جائز نہیں مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ گھر سے وضو کر کے چلا جائے۔ اگر کوئی شخص مسجد کی ٹونٹیوں سے وضو کرنا چاہے تو پانی کا استعمال پوری احتیاط کے ساتھ بقدر ضرورت کرے۔ مسجد اور مدارس کا پانی وقف کا ہوتا ہے۔ اگر کسی وہم کے مریض کو تین بار دھونے سے اطمینان نہ ہوتا ہو تو وہ گھر سے وضو کر کے چلے وقف کے پانی سے تین سے زائد بار کسی عضو کا دھونا جائز نہیں۔ (**رد المختار ص ۱۳۲ ج ۱**)

(۴۰) یہ جو عام مساجد میں رواج چل نکلا ہے کہ نمازی مسجد میں ننگے سر آتے ہیں اور مسجد میں پڑی ہوئی چٹائی کی ٹوپیاں سر پر رکھ کر نماز ادا کرتے ہیں ان ٹوپیوں کا رکھنا احترام مسجد کے خلاف ہے اور ان میں نماز بھی مکروہ ہوتی ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ ایک ایک ٹوپی کو بیسیوں آدمی استعمال کرتے ہیں۔ چند دن گذرنے پر ہی یہ ٹوٹنا شروع ہوجاتی ہیں اور ان کے تنکے مسجد میں بکھر جاتے ہیں۔ نیز کثرت استعمال سے ان پر میل کی تہ جم جاتی ہے۔ پسینے اور میل کی بو آنے لگتی ہے۔ ایک سلیم الطبع آدمی

انہیں دیکھ کر ہی گھن کھانے لگتا ہے اس لئے انہیں مسجد میں رکھنا مسجد کی سخت بے حرمتی ہے ۔ جو لوگ ایسی ٹوپیاں خرید خرید کر مساجد میں رکھ جاتے ہیں وہ دیانتداری سے بتائیں کہ ان ٹوپیوں کو اپنے گھروں کی زینت بنانے کو تیار ہیں؟ کیا ایک دن کے لئے بھی اس پر آمادہ ہیں کہ یہ کوڑا اٹھاکر اپنے شو روم میں سجالیں؟ ۔ سنجیدگی سے سوچئے کہ دنیا کے کسی ادنی سے ادنی حاکم کے دربار میں تو ننگے سر جانا دربار کی توہین اور قابل تعزیر جرم ہے مگر احکم الحاکمین کا عالی دربار ان آداب سے مستثنیٰ ہے ۔ غرض یہ رسم صرف شرعا ہی نہیں عقلا اور طبعا بھی مذموم اور قابل ترک ہے ۔ ان میں نماز ادا کرنا بھی مکروہ ہے اس لئے کہ حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ ایسے لباس مین انسان کی نماز مکروہ ہوتی ہے جسے پہن کر وہ عام مجالس میں جانے سے شرماتا ہو ۔ ظاہر ہے کہ کوئی عام آدمی بھی یہ ٹوپی پہن کر کسی دربار، کچہری بلکہ اپنے گھر جانا بھی گوارا نہیں کرتا ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے دربار کی اتنی بھی عظمت نہیں ۔ دراصل مساجد کے منتظمین نے مساجد میں اس کوڑے کا اسٹاک لگاکر لوگوں کو رومال ٹوپی سے بے نیاز کردیا ہے ۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ایک صاحب حیثیت مسلمان سینکڑوں روپے کا لباس پہنتا ہے مگر دو چار روپے کی ٹوپی بنوانے کی زحمت گوارا نہیں کرتا؟ مسجد میں برہنہ سر پہنچ کر ٹوپی کی تلاش شروع کرتا ہے مساجد کے منتظمین کو یہ غلط رسم یکسر ختم کردینی چاہئے ۔ اگر واقعتاً" کوئی مسلمان اتنا ہی تنگ حال اور مفلس ہے کہ دو روپے کی ٹوپی بھی نہیں رکھ سکتا تو اس کی نماز ننگے سر بھی جائز ہے ۔ اس رسم کو باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں ۔ اسی طرح بہت سی مساجد میں میت کو غسل دینے کا تختہ اور چارپائی وغیرہ بھی رکھی جاتی ہے ۔ ان چیزوں کا مسجد سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ۔ لہٰذا اس قسم کی اشیاء کا مسجد یا مسجد کے حجرہ میں رکھنا جائز نہیں ۔ دراصل لوگوں کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ مساجد، مدارس خانقاہیں رفاہ عامہ کے ادارے ہیں ۔ یہ سوچ بے دین ماحول کی پیداوار ہے ۔

امامت واقتداء:

(۴۱) جماعت شروع ہونے کے بعد بعض مقتدی دیر سے پہنچتے ہیں اور امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاکر کھڑے انتظار شروع کردیتے ہیں کہ جب امام کھڑا ہوگا تو شامل جماعت ہوں گے ۔ ان کا یہ طریقہ غلط ہے امام کو آدمی جس حال میں پائے تکبیر تحریمہ کہہ کر اسی حال میں شامل ہونا ضروری ہے **لما جاء فی الحدیث اذا اتی احد کم الصلوۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام** (ترمذی) اور بعض ناواقف امام کو رکوع میں پاکر بھاگ پڑتے ہیں اور عجلت کی وجہ سے جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوجاتے ہیں ایک تو نماز کے لئے بھاگنا جائز نہیں سکون اور وقار سے چلنا ضروری ہے **کما جاء فی الحدیث اذا اتی احد کم الصلوۃ فعلیکم السکینۃ فما ادرکتم فصلوا .....** **(للشیخین)** دوسرے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی (جبکہ ہاتھ گھٹنوں تک جھک جائیں) اس لئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہنا فرض ہے ۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ سیدھے کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کہے اور ثناء

پڑھے بغیر رکوع میں چلا جائے۔ رکوع کے لئے الگ سے تکبیر کہنے کی حاجت نہیں۔ ہاں اگر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پائے تو تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہو۔ اگر امام کو قراءت میں پائے تو جہری نماز میں تکبیر کہہ کر خاموش کھڑا ہو جائے اور سری نماز میں ثناء بھی پڑھ لے۔ فتاوی قاضی خان علی ھامش الہندیہ ص ۸۸ ج ا فتح القدیر ص ۳۴۴ ج ا) پہلی صورت میں یعنی جب امام کو رکوع میں پائے تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ فوری رکوع میں جھک جائے۔ (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۸۸ ج ۳)

(۴۲) بعض لوگ بالکل آخر میں پہنچتے ہیں۔ ان کی تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے ہی امام سلام پھیر چکا ہوتا ہے (لفظ السلام کہہ دیتا ہے) مگر وہ جلدی سے تکبیر کہہ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اقتداء صحیح نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ نئے سرے سے انہیں تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنا ضروری ہے۔ رد المختار ص ۴۶۸ ج ا ص ۵۸۳ ج ا) اس کے برعکس بعض حضرات امام کو قعدہ اخیرہ میں بیٹھا ہوا دیکھ کر اپنی الگ سے شروع کردیتے ہیں یہ بھی جائز نہیں۔ جب تک امام سلام نہیں پھیرتا فوری اس کے ساتھ شریک ہو کر جماعت کا ثواب حاصل کرلینا چاہئے۔

(۴۳) جو مسبوق قعدہ اولی میں آکر شریک ہوا اور اس کے بیٹھتے ہی امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا یا مسبوق قعدہ اخیرہ میں شریک ہوا اور اس کے بیٹھتے ہی امام نے سلام پھیردیا تو دونوں صورتوں میں مسبوق کو چاہئے کہ وہ بیٹھا رہے اور تشہد پڑھ کر اٹھے۔ یہی حکم اس مقتدی کا ہے جس کے تشہد پورا ہونے سے پہلے امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیردے۔ اگر امام قعدہ اولی سے اٹھنے کے بعد تیسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا تب بھی مسبوق اور مقتدی تشہد پڑھ کر اٹھیں اور امام کے پیچھے پیچھے چلتے رہیں۔ (غنیتہ المستملی ص ۴۹۱ رد المختار ص ۴۹۶ ج ا امداد الفتاوی ص ۳۳۹ ج ا وعامتہ الکتب)

(۴۵) امام جب سلام پھیرے خواہ سجدہ سہو کے لئے خواہ نماز ختم کرنے کے لئے تو مسبوق اس کے ساتھ سلام نہ پھیرے۔ اگر اسے اپنا مسبوق ہونا یاد تھا پھر بھی سلام پھیردیا (اگرچہ جہالت کی وجہ سے پھیرا ہو) تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں بھول کر سلام پھیرا تو نماز ہو جائے گی۔ پہلی صورت میں (یعنی جب امام نے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا تھا) بلا سجدہ سہو نماز ہو جائے گی اور دوسری صورت میں جب امام نے نماز ختم کرنے کے لئے سلام پھیرا تھا اسے آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۵۳ امداد الاحکام ص ۵۴۴ ج ا)

(۴۶) امام اگر قعدہ اخیرہ کے بعد سہواً کھڑا ہو گیا تو مسبوق اس کا اتباع نہ کرے بلکہ خاموش بیٹھا انتظار کرے۔ اگر امام لوٹ آئے تو مسبوق اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے سلام کے بعد اٹھ کر اپنی بقیہ نماز پوری کرے۔ اگر امام نہ لوٹے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلے تو مسبوق اٹھ کر

اپنی نماز پوری کرے۔ اگر امام قعدہ اخیرہ کئے بغیر کھڑا ہوگیا تب بھی مسبوق انتظار کرے۔ اگر امام پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آے تو حسب سابق مسبوق اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور سلام کے بعد اٹھ کر بقیہ نماز ادا کرے۔ لیکن امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو امام کی نماز نفل ہوگئی۔ اگر مسبوق نے بھی اس کا اتباع کیا تو اس کی نماز نفل ہوجائے گی۔ اور امام کو چھوڑ کر اپنی بقیہ نماز شروع کردی تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ بہرکیف! اسے اب نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی۔ اگر مسبوق بیٹھ کر انتظار کرنے کے بجائے امام کے ساتھ کھڑا ہوگیا تو پہلی صورت میں (جبکہ امام قعدہ کرنے کے بعد اٹھ گیا تھا) کھڑے ہوتے ہی مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور دوسری صورت میں (جبکہ امام قعدہ کئے بغیر اٹھ گیا تھا) اگر پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے امام کے ساتھ لوٹ آیا تو دونوں کی نماز صحیح ہوجائے گی۔ ورنہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرتے ہی دونوں کی نماز نفل ہوجائے گی۔ کما مر (البحر الرائق ص ۱۰۰ ج ۲ رد المختار ص ۸۲ ج ۲ وغیرھا)

(۴۷) مسبوق یعنی جو بعد میں آکر امام کے ساتھ شریک ہوا اس کی نماز کا کچھ حصہ جماعت سے رہ گیا اپنی بقیہ رکعتیں، کس طرح ادا کرے؟ اس مسئلہ سے بہت سے نمازی ناواقف ہیں۔ اس کا مختصر حکم یہ ہے کہ بقیہ نماز قراءت کے حق میں ابتداء سے اور تشہد کے حق میں آخر سے ادا کرے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی چوتھی رکعت میں آکر شامل ہوا تو بقیہ تین رکعت اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت ثناء تعوذ تسمیہ اور فاتحہ سورت کے ساتھ پوری کرکے قعدہ بیٹھے۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ وسورت اور تیسری میں فقط فاتحہ پڑھ کر قعدہ اخیرہ بیٹھے۔ غرض قراءت منفرد کی مانند کرے۔ اگر ان بقیہ رکعات میں کوئی غلطی موجب سہو صادر ہو تو سجدہ سہو بھی واجب ہوگا۔ (عامتہ الکتب)

(۴۸) لاحق وہ مقتدی ہے جو شروع نماز سے امام کے ساتھ شریک ہو مگر درمیان یا آخر سے اس کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں۔ مثلاً نماز میں سوگیا اور رکعت نکل گئی۔ یا جماعت میں کثرت ہجوم کی بناء پر رکوع سجدہ سے رہ گیا۔ یا کسی رکعت کا رکوع سجدہ امام سے پہلے کرلیا۔ لاحق کا حکم یہ ہے کہ پہلے وہ اپنی گئی ہوئی رکعات سے ادا کرے بعد ازاں بقیہ نماز ادا کرے اس میں اگر امام کو پالے تو ٹھیک۔ ورنہ اکیلے ہی نماز پوری کرلے۔ ان تمام رکعات میں آخر نماز تک وہ حکماً" مقتدی ہی شمار ہوگا۔ یعنی قراءت نہ کرے گا۔ کوئی چیز موجب سہو صادر ہوگئی تو سجدہ سہو نہ کرے گا۔ اور یہ فوت شدہ رکعات پورے سنن وآداب کے ساتھ ادا کرے۔ قیام رکوع سجود غرض ہر عمل امام کی رفتار سے اطمینان کے ساتھ ادا کرے۔ امام کو پہنچنے کی حرص میں جلد بازی نہ کرے (فتاوی عالمگیریہ ص ۹۲ ج ۱ وعامتہ الکتب)

(۴۹) بعض ائمہ رکوع کی تکبیر رکوع میں جھکنے کے بعد کہتے ہیں۔ اسی طرح سجدہ کی تکبیر بھی سجدہ کے قریب پہنچ کر یا سجدہ میں جاکر کہتے ہیں اور بعض دوسرے حضرات اس کے برعکس تکبیر پہلے ہی ختم کرلیتے ہیں پھر رکوع سجدہ بعد میں کرتے ہیں۔ قومہ جلسہ وغیرہ میں بھی یہ دونوں قسم کی غلطیاں کی

جاتی ہیں حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس رکن کے لئے تکبیر کہی جائے اس رکن کی اور تکبیر کی ابتداء وانتہاء بیک وقت ہو۔ تمام تکبیرات انتقال میں اس کی رعایت کی جائے (رد المختار ص ۴۹۳ ص ۴۹۷ ج ۱)

(۵۰) لفظ اللہ میں مد نہیں صرف ایک الف کھینچنے کا حکم ہے۔ بعض ائمہ مساجد تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ کو بہت کھینچتے ہیں اس دوران مقتدی اپنی تکبیر تحریمہ امام سے پہلے ختم کرچکے ہوتے ہیں۔ ان مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی، نہ اقتداء" نہ ہی انفرادا" (رد المختار ص ۴۸۰ ج ۱) اس کا وبال غلط خواں ائمہ کے سر ہوگا اسی طرح بعض ائمہ سلام کو بھی بہت طول دیتے ہیں اور مقتدی پہلا سلام (لفظ السلام) ان سے پہلے ختم کردیتے ہیں۔ جس سے ان کی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ بہت سے موذن حضرات بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں البتہ جہاں لفظ اللہ پر وقف کیا جائے وہاں مد منفصل (یعنی تین الف کی مقدار کھینچنا) درست ہے۔ جیسے شہادتین کے آخر میں۔

(۵۱) فاسق آدمی (جو کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغیرہ پر اصرار کرے) کی اذان اقامت اور امامت مکروہ ہے۔ اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے (عامتہ الکتب) اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اسے باختیار خود امام بنانا جائز نہیں اگر جبرا" امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ کمیٹی نے اسے امام مقرر کردیا اور عام نمازیوں کو اسے ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو قریب کی کسی دوسری مسجد میں جاکر صالح امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑیں۔ فاسق کی اقتداء ہی میں نماز ادا کرتے رہیں۔ اس کا وبال منتظمہ کے سر ہوگا۔ یہ حکم فرض نمازوں کا تھا۔ تراویح اس کی اقتداء میں کسی صورت جائز نہیں صالح حافظ میسر نہ ہو تو تراویح چھوٹی سورتوں سے پڑھی جائیں (فتاوی رشیدیہ ص ۲۸۹ ص ۲۹۲ ص ۲۹۶ امداد الفتاوی ۲۷۰ ج ۱ عزیز الفتاوی ص ۱۹۴۔ امداد المفتین ص ۳۲ احسن الفتاوی ص ۲۰۰ ص ۵۱۸ ج ۳ وغیرھا)۔ داڑھی منڈانا یا مٹھی سے کم کرنا۔ انگریزی بال رکھنا۔ لنگی پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ بلا ضرورت دوسروں کے سامنے اپنا ستر کھولنا۔ تصویر رکھنا۔ بنانا۔ بنوانا۔ ٹی وی دیکھنا۔ ناجائز عملیات کا استعمال۔ گانا' بجانا۔ ناجائز ذرائع معاش اختیار کرنا۔ (جیسے بینک' انشورنس وغیرہ کی ملازمت) شرعی پردہ کا اہتمام نہ کرنا۔ سیاہ خضاب لگانا ایسے گناہ ہیں جن پر احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ جو لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہیں انہیں موذن' مکبر' امام مقرر کرنا جائز نہیں۔

(۵۲) بدعتی امام کا وہی حکم ہے جو فاسق کا گذرا۔ یعنی مجبوری کے درجے میں فرض نماز اس کی اقتداد میں جائز ہے۔ مگر یہ حکم اس امام کا ہے جس کے عقائد صحیح ہوں اور عمل کی حد تک بدعتی ہو۔ آجکل اہل بدعت کے عقائد حد شرک تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۹۰ ج ۳) چونکہ اس مسئلہ میں ابتلاء عام ہے اس لئے اس کا آسان حل لکھا جاتا ہے وہ یہ کہ جہاں اس قسم کے امام سے واسطہ پڑے اور الگ ہوکر انفرادی نماز پڑھنے میں

(بقیہ ص۵۶ پر دیکھیں)